عبدالرشید عراقی

شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ

(۵)

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کا کتب خانہ

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کو کتب بینی کا بہت ذوق و شوق تھا، لہٰذا مطالعہ بہت زیادہ کرتے تھے۔ مطالعہ کتب نے آپ کے علم میں بہت اضافہ کیا۔ حضرت شیخ جب حرمین شریفین سے واپس تشریف لائے تو کتابوں کا ایک ذخیرہ اپنے ساتھ لائے۔ آپ کا کتب خانہ عظیم الشان کتابوں پر مشتمل تھا۔ حضرت شیخ میں ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ جو کتاب مطالعہ کرتے اُس پر علمی و تحقیقی حواشی لکھتے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں :

"شیخ محدّث کے کتب خانہ کی جس کتاب پر بھی خاکسار کی نظر پڑی ہے اس پر شیخ کے دستِ مبارک سے تصحیح و مقابلہ کے نشانات ملے ہیں۔ اس سے اُن کے کتب خانہ کی افادیت اور علمی حیثیت بہت بڑھ جاتی ہے[1]"

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کا کتب خانہ برسوں صحیح حالت میں رہا۔ لیکن ۱۸ ویں صدی عیسوی میں جب دہلی کی حالت دگرگوں ہوئی اور مرہٹوں، سکھوں اور جاٹوں کی دہلی پر یلغار ہوئی تو اُس میں یہ کتب خانہ ضائع ہوگیا۔

حضرت شیخ محدّث کے پڑپوتے شیخ الاسلام شرح بخاری کی دوسری جلد کے خاتمہ پر اِس کتب خانہ کی بربادی کا حال اِس طرح لکھتے ہیں :

"تمام شد ــــ در ہنگام شعثِ بال و پریشانی حال از نہب و غارتِ خانہ

۱۔ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی"، ص ۱۵۴

درحملہ شہر کہنہ دہلی باستیلار کفار عتاۃ باتفاق طغاۃ و بغاۃ واقع شد و ذہاب کتب خانہ قدیمہ وجدیدہ کہ بسیار ازاں دریں دیار کمیاب بود و بعضے ازاں بہ تصحیح و تحشیہ و تدریس شیخ المحدثین شیخ اجل محقق دہلوی بود رحمۃ اللہ علیہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماند در خانہ مگر چند کتب در گوشہ ہائے شکستہ افتادہ"۔[1]

("اس ہنگامۂ لوٹ مار اور غارت گری کے زمانہ میں ہنگامہ پردازوں اور سرکشوں نے پُرانی دہلی کو تاراج کر ڈالا اور وہ قدیم و جدید کتب خانہ بھی ضائع ہو گیا جس کی اکثر کتابیں اِس علاقہ میں کمیاب و نایاب تھیں۔ ان میں بعض کتابیں تو ایسی تھیں جو شیخ المحدثین، شیخِ اجل، محققِ دہلوی کی تصحیح و تحشیہ سے مزین تھیں اور انہوں نے اس کا درس بھی دیا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اب گھر کے اندر گوشوں میں چند کتابیں شکستہ اور خستہ حالت میں پڑی رہ گئی تھیں۔")

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کا ادبی و شعری ذوق

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ادبی و شعری ذوق بہت عمدہ تھا اور ان کا یہ ذوق موروثی تھا۔ ان کے جدِ امجد شیخ فیروز (م ۸۶۰ھ/۱۴۵۶ء) شعر و شاعری میں صاحبِ کمال تھے۔ اور اُن کے چچا شیخ رزق اللہ مشتاقی بھی فارسی اور ہندی کے کامیاب شاعر تھے اور ان کے والدِ بزرگوار شیخ سیف الدین (م ۹۹۰ھ/ ۱۵۸۲ء) بھی شعر و سخن کا عمدہ ذوق رکھتے تھے اور سیفی تخلص کرتے تھے۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ بھی اپنے آباؤ اجداد کی طرح شعر و شاعری میں ممتاز تھے اور حقّی تخلص کرتے تھے، لیکن ان کا دیوان ناپید ہے مگر محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۹۰ء) کے صاحبزادے مولانا نواب علی حسن خاں (م ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء) کی نظر سے حضرت شیخ کا دیوان گزرا تھا۔ نواب صاحب فرماتے ہیں:

---

[1] شرح بخاری قلمی نسخہ پٹنہ لائبریری بحوالہ تذکرہ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی ص ۲۰۵، ۲۰۶۔

"دیوانش مشتمل بر انواعِ نظم کہ اکثرش قصائدِ نعتیہ است از نظر گزشت" [۱]
(دیوان مختلف اصنافِ سخن و انواعِ نظم کا مجموعہ اور بیشتر حصہ نعتیہ کلام پر مشتمل تھا۔)

شیخ عبدالحق کی عظمت و جامعیت و کمال

حضرت شیخ عبدالحق جامع کمالات تھے۔ قدرت نے اُن کی ذات میں گوناگوں اوصاف و فضائل جمع کر دیئے تھے۔ علمی حیثیت سے اُن کا پایہ بہت بلند تھا۔ جملہ علومِ اسلامیہ یعنی تفسیر و حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، تصوف، تاریخ و تذکرہ اور شعر و ادب میں ان کو مکمل دستگاہ حاصل تھی۔ حافظہ بہت قوی تھا۔ سُرعتِ استحضار، جودتِ ذہن، وسعتِ علم اور مذاہبِ سلف سے واقفیت و اطلاع میں بہت ممتاز تھے۔ اہلِ سیر اور اربابِ تذکرہ نے اُن کے علمی تبحر، جامعیت اور عظمتِ کمال کا اعتراف کیا ہے۔ مغل فرمانروا نورالدین سلیم جہانگیر (م ۱۰۳۷ھ / ۱۶۲۸ء) نے اُن کو اہلِ فضل و اربابِ سعادت میں بتایا ہے۔ [۲]
عبدالقادر بدایونی نے ان کو مجموعۂ کمالات و منبعِ فضائل لکھا ہے۔ [۳] علامہ سید مرتضیٰ بلگرامی مشہور بہ زبیدی (م ۱۲۰۵ھ / ۱۷۹۰ء) نے انہیں اکابر فضلاء اور محدثین میں شمار کیا ہے۔ [۴] محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء) نے لکھا ہے کہ شیخ محدث دہلوی ظاہری و باطنی کمالات سے متصف تھے [۵] اور اُن کو بہت شہرت حاصل ہوئی [۶]۔ نواب علی حسن خاں (م ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء) نے لکھا ہے

۱۔ صبح گلشن، ص ۱۴۱
۲۔ توزک جہانگیری، ص ۳۸۵
۳۔ منتخب التواریخ، ج ۳، ص ۱۱۳
۴۔ تاج العروس، ج ۷، ص ۳۲۸
۵۔ تقصار جیود الاحرار، ص ۱۱۲
۶۔ ابجد العلوم، ص ۹۰۰

کہ اُن کے فضائل و کمالات محتاج شرح بیان نہیں ۱؎ مولانا سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۳ء) نے حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کے مکّی و مدنی اساتذہ کے تاثرات بیان کیے ہیں اور لکھا ہے کہ اُن کے اساتذہ کی یہ رائے تھی کہ شیخ عبدالحق خطّۂ ہند میں یکتا اور منفرد شخص ہیں۔ ۲؎

اصلاحی و دینی خدمات

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی نے جو اصلاحی و دینی خدمات سرانجام دیں اُن کا مختصراً تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے ۔

مہدوی تحریک کا ردّ و ابطال : حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ نے جب ہوش سنبھالا تو اُس وقت مہدوی تحریک پورے عروج پر تھی۔ مہدوی تحریک کے بانی سید محمد جون پوری تھے جو ۱۴ جمادی الاولیٰ ۸۴۷ھ/ مطابق ۱۴۴۳ء جون پور میں پیدا ہوئے۔ سید محمد جون پوری بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ چالیس سال کی عمر میں حجاز گئے اور ۱۹ سال اُن کا قیام مکہ معظمہ میں رہا۔ ۵۲ سال کی عمر میں انہوں نے مکہ معظمہ میں مہدویت کا اعلان کیا۔ اس کے بعد واپس ہندوستان آئے۔ احمد آباد میں مہدوی تحریک کا مرکز قائم کیا۔ اُس وقت اس تحریک کی جتنی مخالفت ہوئی اُتنی ہی اُس تحریک نے زور پکڑا۔

مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۸ء) لکھتے ہیں :

> "عشق کی صداقت اور قلب کی پاکی نے اُن کی دعوت و تذکیر میں ایسی تاثیر بخشی تھی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں آدمی حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے اور متعدد سلاطینِ وقت نے اُن سے بیعت کی۔ اُن لوگوں کے طور طریق کچھ عجب عاشقانہ و والہانہ تھے، اور ایسے تھے کہ صحابہ کرام رضؓ کے خصائصِ ایمانی کی یاد تازہ کرتے تھے۔ عشقِ الٰہی کی ایک جان نثار جماعت تھی، جس

۱؎ صبح گلشن، ص ۱۴

۲؎ نزہۃ الخواطر، ج ۵، ص ۲۰۲-۲۰۳

نے اپنے خون کے رشتوں اور وطن و زمین کی فانی الفتوں کو ایمان و محبت کے رشتہ پر قربان کر دیا تھا اور سب کو چھوڑ چھاڑ کر راہِ حق میں ایک دوسرے کے رفیق و غمگسار بن گئے تھے۔ امیر و فقیر، اعلیٰ و ادنیٰ سب ایک حال میں اور ایک رنگ میں رہتے اور بجز خلق اللہ کی ہدایت و خدمت اور احکامِ شرع کے اجراء و قیام کے اور کسی کام سے واسطہ نہ رکھتے"[۱]

حقیقت یہ ہے کہ سید محمد جونپوری کی تحریکِ مہدویت حالات و گرد و پیش کے خلاف ایک زبردست بغاوت تھی۔ مادیت کی وبا ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ شریعت سے انحراف روز بروز ترقی کر رہا تھا۔ علمائے سو پیٹ کی خاطر دین کی بے حرمتی پر کمر بستہ تھے۔ صوفیائے کرام نے شریعت و طریقت کی تفریق میں اپنی بے راہ روی کا جواز پیدا کر لیا تھا۔ ان حالات کے پیشِ نظر سید محمدؒ جون پوری نے اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر میدان میں آنے کا فیصلہ کیا۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ اس تحریک کے بارے میں لکھتے ہیں:

"میرا خیال ہے کہ اس کی بنیاد صداقت و حق پرستی پر تھی یعنی دعوت و تبلیغِ حق و احیائے شریعت و قیامِ فرض، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اس کا مقصد اصلی تھا اور خود سید محمد اور اُن کے پیروؤں کی پہلی جماعت کے اکثر بزرگ بڑے ہی پاک نفس اور خدا پرست لوگ تھے"[۲]

اس سے معلوم ہوا کہ شروع میں یہ ایک اصلاحی و دعوتی تحریک تھی، جس کا مقصد احیائے شریعت اور امر بالمعروف کا قیام تھا، مگر یہ تحریک اپنے اصلی رنگ میں چل نہ سکی اور اس تحریک کا جو نصب العین تھا اُس سے اُس کے قائدین انحراف کرنے لگے اور بقول مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم "اس کی بنیادی صداقت اختلاف کے غلو و محدثات میں گم ہو گئی"[۳]

یہ تحریک احیائے سنت اور بدعات کی توبیخ کے لیے وجود میں آئی تھی لیکن جب یہ اپنی اصلی حالت پر نہ رہی اور مہدویت کا تصور اسلام کے ایک بنیادی اصول

---

[۱] تذکرہ، ص ۴۸، [۲،۳] تذکرہ ص ۴۷

ختمِ نبوّت سے ٹکرا گیا تو شیخ علی متقی (م ۹۷۵ھ/۱۵۶۷ء) شیخ ابنِ حجر مکی صاحب الصواعق المحرقہ، علامہ محمد بن طاہر پٹنی (م ۹۸۶ھ/۱۵۷۸ء) اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے، اور پوری شدت سے اس کی مخالفت کی۔

علمائے سُوء: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے دور میں دوسرا فتنہ علمائے سُوء کا تھا، جنہوں نے طمعِ مال و زر کی خاطر دینِ اسلام کو داؤ پر لگا دیا تھا۔ انہوں نے "اجتہاد" اور "بدعتِ حسنہ" کے دلفریب عنوان سے صدہا گمراہیوں کے دروازے کھول دیئے تھے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۵ء) ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

"اکثر علماءِ ایں وقت رواج دہندہائے بدعت اند و محوکنندہائے سنت"[۱]

(اس زمانہ کے بیشتر علماء بدعت کو رواج دینے والے اور سنت کو مٹانے والے ہیں۔)

علمائے سُوء فسق و فجور میں ملوّث تھے اور علمائے حق کی تکفیر، تضلیل اور تفسیق کا ہنگامہ برپا کرتے رہتے تھے۔ اُن کے گھروں میں دولت کے انبار لگے ہوئے تھے لیکن حیلوں سے زکوٰۃ بچاتے تھے۔ مال و دولت کی محبت اور حرص میں غلط فتوے دیتے تھے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اُن علمائے سُو کے خلاف جہاد کیا اور اُن کو تنقید کا نشانہ بنایا۔

علمائے سُو کے ساتھ ایک اور گروہ بھی تھا جس نے دینِ اسلام کو سخت نقصان پہنچایا۔ یہ گروہ جاہل صوفیاء کا تھا جس نے شریعت کو طریقت سے علیحدہ کر کے تصوّف کی شکل کو مسخ کر دیا تھا۔ تصوّف جو کبھی احیاءِ سنت، تزکیۂ نفس اور تجلیۂ باطن کا دوسرا نام تھا، اب سراسر ظلمت اور بدعت کے مترادف ہو گیا تھا۔ حضرت شیخؒ نے اُن کے خلاف بھی جہاد کیا اور ان کو تنقید کا نشانہ بنایا۔

دربارِ اکبری: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے عہد کا سب سے بڑا فتنہ اکبر کا متوازی دینِ الٰہی تھا۔ اس کے مذہبی انحراف کا باعث یہی علماءِ سُو اور صوفیاء تھے ــــ

---

[۱] مکتوباتِ مجدد الف ثانی، مکتوب نمبر ۵۴، دفتر دوم حصہ ہفتم

اکبر ابتداء میں مذہب سے برگشتہ نہ تھا، بلکہ صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا۔ بدایونی نے لکھا ہے:

"ہر پنج وقت برائے خاطر جماعت در دربار می گفتند" [۱]

لیکن اس کا یہ شغف زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکا۔ علماء سُوء کے فتووں، اجتہادات، گمراہیوں، بدعتوں، اور فسق و فجور کا بازار گرم ہوگیا اور ان کی موشگافیوں اور کج بحثیوں نے دین کو بازیچۂ اطفال بنا دیا تو اکبر مذہب سے برگشتہ ہوگیا اور ایک نئے دین "دینِ الٰہی" کی بنیاد رکھی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے جدوجہد شروع کی اور دربارِ اکبری کے امراء کو خطوط لکھے جن میں نواب مرتضٰے خان فرید اور نواب عبدالرحیم خان خاناں شامل تھے۔ شیخ عبدالحق دہلوی اپنی اس جدوجہد میں کامیاب ہوئے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں:

"جہانگیر کے دور میں "دینِ الٰہی" نے دم توڑ دیا اور بہت کچھ حالات میں بھی اصلاح و تغیر رونما ہوا، مگر اکبر کے دور میں ملحد فلسفیوں، دین فروش علماء اور مکار صوفیہ نے جو فتنے پھیلا رکھے تھے وہ آسانی سے ختم ہونے والے نہ تھے۔ ان کی سرکوبی کے لئے اس وقت جو لوگ میدانِ عمل میں زیادہ سرگرم عمل رہے ان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ساتھ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا نام بھی ہے، جس کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ شیخؒ نے کتاب و سنت کا نور پھیلانے اور روشن کرنے کے لئے ایسی مفید کتابیں لکھیں جن سے لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح ہوئی، ان کے ذہن و فکر بدلے اور ان کے خیالات و نظریات کا رخ صحیح سمت میں ہوگیا"۔ [۲]

اتباعِ سنّت کی دعوت: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے جہاں باطل نظریات کی تردید کی ہے وہاں آپ نے اتباعِ سنت اور اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔ حضرت شیخ اتباعِ سنت کے جذبے سے سرشار تھے اور اسی کی

---

[۱] منتخب التواریخ، ص ۳۱۵

[۲] "تذکرۃ المحدثین، ج ۳، ص ۲۵۶۔

اشاعت و دعوت ان کی زندگی کا مقصد اور نصب العین تھا۔ چنانچہ آپ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

"اور لازم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن سنت کا اتباع کرنا، عبادات میں بھی، عادات میں بھی، اور اعتقادات میں بھی — اور اس بات کا اعتقاد کرنا چاہیئے کہ جو کچھ اُن کی سنت اور طریقہ کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔" [1]

ردِّ بدعت: حضرت شیخ محدث دہلوی اتباعِ سنت کے ساتھ ساتھ ردِ بدعت میں بھی پیش پیش تھے۔ آپؒ کا ارشاد ہے:

"اور اس بات کا اعتقاد کرنا چاہیئے کہ جو کچھ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقے کے خلاف ہے، وہ باطل ہے اور جس شخص نے کوئی ایسی نئی بات پیدا کی ہے جس سے سنتِ رسولؐ کی مخالفت پیدا ہوتی ہے یا اس میں تغیر پیدا ہوتا ہے، چاہے یہ مخالفت و تغیر قول میں ہو یا عمل میں یا اعتقاد میں، وہ گمراہی ہے، مردود ہے۔" [2]

مشہور حدیث "جس نے ہمارے اس امر (دین) میں وہ بات پیدا کی جو اس سے نہیں ہے وہ مردود ہے۔" نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔" کو نقل کرکے اپنے مکتوب میں حضرت شیخ لکھتے ہیں:

"اربابِ دین نے کہا ہے کہ اِس دل میں جو گرفتارِ بدعت ہے، ولایت کا نور داخل نہیں ہوتا۔" [3]

[1،2] تذکرۂ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص ۱۰۳ [3] تذکرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص ۱۰۴